إِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ قف
يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهُ حَثِيثًا لا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ مُسَخَّرٰتٍ بِأَمْرِهِ ط
أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ ط تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِينَ ۝ اُدْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا
وَّخُفْيَةً ط إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ۝ وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا
وَادْعُوهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا ط إِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ ۝

بے شک تمہارا رب اللہ ہے جس نے آسمان اور زمین چھ دن میں بنائے پھر عرش پر
استواء فرمایا جیسا اس کی شان کے لائق ہے رات دن کو ایک دوسرے سے ڈھانکتا ہے
کہ جلد اس کے پیچھے لگا آتا ہے اور سورج اور چاند اور تاروں کو بنایا سب اس کے حکم کے
دبے ہوئے سن لو اسی کے ہاتھ ہے پیدا کرنا اور حکم دینا بڑی برکت والا ہے اللہ رب
سارے جہان کا * اپنے رب سے دعا کرو گڑگڑاتے اور آہستہ بے شک حد سے بڑھنے
پ ۸ الاعراف والے اسے پسند نہیں * اور زمین میں فساد نہ پھیلاؤ اس کے سنورنے کے بعد اور اس
سے دعا کرو ڈرتے اور طمع کرتے بے شک اللہ کی رحمت نیکوں کے قریب ہے (۷/۵۴ تا ۵۶ * ت:ک)

۵۴۔ آسمانوں اور زمین کو چھ روز میں پیدا (کرنا) دنیا کے انہی چھ دنوں کے برابر وقت میں یا آخرت کے چھ دنوں کے برابر مقدار میں۔ آخرت کا ہر دن دنیا کے ہزار برس کے برابر ہوگا۔ سعید بن جبیرؓ نے فرمایا اللہ سارے آسمان اور زمین ایک آن اور لحظہ میں پیدا کر سکتا تھا مگر لوگوں کو ہر کام میں آہستہ روی اور ہر عمل کو دھیرے دھیرے انجام دینے کی تعلیم کے لئے اس نے اس کائنات ارضی وسماوی کو چھ روز میں بنایا۔" حدیث میں آیا ہے "آہستہ روی رحمٰن کی طرف سے ہے عجلت پسندی شیطان کی طرف سے" (بیہقی بروایت حضرت انس بن مالکؓ)

اہل سنت کہتے ہیں کہ عرش پر استواء اللہ کی ایک صفت ہے جو بے کیف ہے (یعنی اس کی کیفیت، حالت، ہیئت وضع نہیں سمجھی جا سکتی) اس پر ایمان لانا واجب ہے اور اس کا علم اللہ پر چھوڑ دینا چاہئے۔ حضرات سفیان ثوری، اوزاعی، لیث بن سعید، سفیان بن عیینہ اور عبداللہ رحمہم اللہ تعالیٰ تمام علماء سنت کا قول ان آیات کے متعلق جن کے اندر صفات متشابہات کا بیان ہوا یہی ہے کہ ان کو اسی طرح بلا کیف ماننا چاہئے جس طرح وہ آئی ہیں۔ لغت میں عرش تخت حکومت کو کہتے ہیں اور عرش خداوندی ایک عظیم ترین مخلوق ہے جو اللہ کے نزدیک بڑی باعزت ہے تجلیات الٰہیہ سے اس کا خصوصی تعلق ہے اسی لئے اس کو عرش الرحمٰن کہا جاتا ہے۔ یہ اضافت (مکانی نہیں بلکہ) صرف اعزازی ہے جیسے کعبہ کو بیت اللہ بطور احترام کہا جاتا ہے۔

* وہ رات سے دن کو چھپا دیتا ہے اس طور پر کہ رات دن کو جلدی سے آ لیتی ہے اور سورج چاند اور ستاروں کو ایسے طور سے پیدا کیا کہ سب اس کے حکم کے تابع ہیں * اللہ تعالیٰ ہی سب کا خالق ہے اس کے سوا کوئی خالق نہیں اور حکومت بھی اسی کی ہے اسی کے ہاتھ میں حکم ہے جیسا چاہتا ہے حکم دیتا ہے کوئی اس سے پرسش نہیں کر سکتا * بڑی خوبیوں والا ہے اللہ جو سارے جہان کا رب ہے۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا وہ ہر برکت کو لایا ہے۔ حسن نے کہا برکت اس کی طرف سے ہے۔ بعض نے کہا تبارک یعنی وہ پاک ہے۔ برکت کا معنی ہے تقدس اور تقدس کا معنی پاک ہونا۔ بعض نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا نام مبارک ہے اور ہر چیز میں اسی کی برکت ہے۔ اہل تحقیق نے لکھا ہے کہ معنی یہ ہے کہ اللہ دائم الوجود لازوال ہے ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہے گا کیونکہ برکت کا اصل معنی ہے جما رہنا۔ برکۃ اسی مناسبت سے کہتے ہیں۔ یہی کہا جاتا ہے کہ تبارک اللہ کہنا تو درست ہے مگر لفظ مبارک کا اطلاق اللہ پر نہیں کیا جا سکتا کیونکہ اللہ کے تمام اسماء و صفات سمعی شرعی ہیں اور یہ لفظ ان ناموں میں شامل نہیں ہے۔ (بحوالہ تفسیر مظہری)

۵۵۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو دعا کی ہدایت کرتا ہے جس میں ان کی دنیا و آخرت کی بھلائی ہے تو فرماتا ہے کہ اپنے پروردگار کو عاجزی و مسکینی اور آہستہ پکارو۔ صحیحین میں حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ لوگوں نے دعا میں اپنی آوازیں بلند کر دیں تو حضور انور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا لوگو اپنی جانوں پر رحم کرو تم کسی بہرے کو یا غائب کو نہیں پکار رہے ہو جسے تم پکار رہے ہو وہ بہت سننے والا اور بہت نزدیک ہے الخ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ پوشیدگی مراد ہے۔ امام ابن جریرؒ فرماتے ہیں تَضَرُّعًا کے معنی ذلت، مسکینی اور اطاعت گزاری کے ہیں خُفْيَةً کے معنی دلوں کے خشوع و خضوع سے یقین کی صحت سے اس کی وحدانیت اور ربوبیت کا اس کے اور اپنے درمیان یقین رکھتے ہوئے پکارو نہ کہ ریاکاری کے ساتھ بہت بلند آواز سے۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں دعا وغیرہ میں حد سے گزر جانے والوں کو اللہ دوست نہیں رکھتا۔ (تفسیر ابن کثیر)

۵۶۔ اللہ تعالیٰ نے حضرات انبیاء و اولیاء و علماء کے ذریعہ زمین کی اصلاح و درستی فرما دی تم اس کی درستی کے بعد کفر و فسق و گناہوں کے ذریعہ فساد نہ پھیلاؤ کہ تمہاری بری حرکتوں سے بحر و بر میں فساد پھیلتے ہیں اور یہ بھی خیال رکھو کہ جب بھی دعا یا عبادات کرو تو اس کے عدل پر نظر رکھو اور اپنی کوتاہیوں سے ڈرتے رہو اور اس کے فضل و کرم سے امید رکھو رب کے ہاں عبادات اور دعاؤں کی قبولیت کے لئے خوف و امید گویا دو بازو ہیں دنیا میں نیک کام کر کے ہم

اللہ کی رحمت نیک کاروں کے قریب رہتی ہے۔ اس کی رحمت چاہتے ہو تو نیک کار بنو اور نیک کاروں
سے قریب رہا کرو۔ اور نیک لوگ اللہ کی رحمت کے دروازے ہیں۔ خیال رہے کہ اللہ کی رحمت
کروڑوں ہیں مگر چار قسم کی ہیں۔ دنیاوی رحمت عامہ جیسے سورج کی روشنی، ہوا، زمین،
آسمان وغیرہ۔ دنیاوی رحمت خاصہ جیسے سلطنت، دولت، صحت وغیرہ۔ اخروی روحانی
رحمت عامہ جیسے ایمان، قرآن، ظاہری عبادات وغیرہ جو ہر مومن کو عطا ہوئی۔ روحانی
رحمت خاصہ جیسے نبوت، ولایت، خصوصی قرب۔ اگر یہاں رحمۃ اللہ سے مراد یا روحانی
رحمت عامہ ہے اور محسنین سے مراد مومنین ہیں یا روحانی رحمۃ خاصہ مراد ہے اور محسنین
سے متقین مراد ہیں۔ (اشرف التفاسیر)

معلومات مزید: ● اللہ تعالیٰ خالق حقیقی اور قادر مطلق ہے وہ چاہتا تو ایک لمحہ میں ہر چیز
پیدا فرما دیتا لیکن اس نے اپنی حکمت و مصلحت سے چھ دن میں آسمانوں اور زمین کو پیدا
کیا۔ اس سے اپنے بندوں کو یہ ہدایت فرمائی کہ ہر کام میں تدریج و ترتیب ہونی چاہئے * کنزالایمان میں
ہے کہ استواء متشابہات میں سے ہے ہم اس پر ایمان لاتے ہیں کہ اللہ کی اس سے جو مراد ہے حق ہے
حضرت امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ استواء معلوم ہے اور اس کی کیفیت مجہول اور اس پر ایمان لانا واجب

● اپنے پروردگار کو گڑگڑاتے اور آہستہ اور عاجزی سے یعنی اخلاص قلب سے پکارو یعنی اللہ تعالیٰ سے
جب دعا کرو تو یقین کامل کے ساتھ عجز و فروتنی آہستگی اور انکسار کے ساتھ ہو شور و غل اور
چیخ و پکار یا دکھاوے کے طور پر بلند آوازوں سے نہ ہو۔ اللہ دعاؤں میں حد سے بڑھنے والوں کو دوست نہیں رکھتا
یعنی ایسے امور کے لئے دعا نہ کرے جو عقلاً اور شرعاً ممنوع ہیں جیسے نبوت کا مرتبہ پانے یا رتبہ نبوت کی
رسوائی کی دعا، کسی حرام چیز کے لئے یا مسلمانوں کے حق میں بد دعا وغیرہ

● فساد انگیزی چاہے کسی قسم کی ہو اس سے منع فرمایا جا رہا ہے * دعا مانگنے میں خوف و رجاء
کی کیفیت طاری ہو۔ اپنی کوتاہیوں، لغزشوں اور خطاؤں پر ندامت اور سزا کا
شدید خوف ہو تو دوسری طرف اللہ تعالیٰ کی رحمت کاملہ، عطائے واسعہ سے امید قوی اور آس ہو
بے شک اللہ تعالیٰ کی رحمت واسعہ نیک کام کرنے والوں سے بہت قریب ہے۔

وَهُوَ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ ۖ حَتّٰىٓ إِذَآ أَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا
سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ فَأَنزَلْنَا بِهِ الْمَآءَ فَأَخْرَجْنَا بِهِ مِن كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۚ كَذٰلِكَ
نُخْرِجُ الْمَوْتٰى لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ۝ وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرُجُ نَبَاتُهُ بِإِذْنِ رَبِّهِ ۖ
وَالَّذِي خَبُثَ لَا يَخْرُجُ إِلَّا نَكِدًا ۚ كَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَشْكُرُونَ ۝
لَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلٰى قَوْمِهِ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلٰهٍ غَيْرُهُ ۖ
إِنِّيٓ أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ۝ قَالَ الْمَلَأُ مِن قَوْمِهِ إِنَّا لَنَرٰىكَ فِي
ضَلٰلٍ مُّبِينٍ ۝ قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِي ضَلٰلَةٌ وَّلٰكِنِّي رَسُولٌ مِّن رَّبِّ الْعٰلَمِينَ ۝
أُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّي وَأَنصَحُ لَكُمْ وَأَعْلَمُ مِنَ اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝

اور وہی تو ہے جو اپنی رحمت (بارش) سے پہلے خوشخبری دینے کو ہوائیں چلاتا ہے یہاں تک کہ جب وہ
ہوائیں بھاری بھاری بادلوں کو اٹھا لاتی ہیں تو ہم ان کو کسی مردہ شہر کی طرف رواں کر دیتے ہیں
پھر ہم اس ابر سے پانی برساتے ہیں پھر ہم اس سے ہر قسم کے پھل نکالتے ہیں اسی طرح ہم مردوں
کو زندہ کر دیں گے تاکہ تم سمجھو * اور ستھری جگہ اپنے رب کے حکم سے اپنا سبزہ اگاتی ہے اور
جو گندی ہے تو بجز حقیر چیز کے اور کچھ نہیں اگاتی یوں پھیر پھیر کر ہم شکر کرنے والوں کے لئے دلائل
بیان کرتے ہیں * ہم نے نوحؑ کو اس کی قوم کی طرف بھیجا سو اس نے کہا اے قوم اللہ تعالیٰ
کی عبادت کیا کرو اس کے سوا تمہارا اور کوئی معبود نہیں مجھے تمہاری نسبت بڑے دن کے عذاب کا
خوف ہے * اس کی قوم کے سرداروں نے کہا ہم تو تجھے صریح گمراہی میں پڑا دیکھتے ہیں * (نوحؑ نے)
کہا اے قوم! مجھ میں تو کچھ بھی بہکاوا نہیں لیکن میں تو رسول ہوں پروردگار عالم کی طرف سے *
الاعراف — جو تم کو اپنے رب کے پیغام پہنچاتا ہوں اور تمہارا بھلا چاہتا ہوں اور خدا تعالیٰ کے ہاں کی میں وہ
باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے ۔ (ت ج * ۷/۵۷ تا ۶۲)

۵۷۔ یہاں بیان ہو رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی رزاق ہے اور قیامت کے دن مردوں کو زندہ کر دینے والا بھی
وہی ہے لہٰذا فرمایا بارش سے پہلے خوشگوار ہوائیں وہی چلاتا ہے ۔ رحمت سے مراد یہاں بارش ہے
بادل جو بوجہ پانی کے بوجھل ہو رہے ہیں انہیں یہ ہوائیں اٹھائے چلتی ہیں یہ زمین سے بہت قریب ہوتے ہیں
اور سیاہ ہوتے ہیں پھر ہم ان بادلوں کو مردہ زمین کی طرف لے چلتے ہیں جس میں کوئی سبزہ نہیں سوکھی بنجر
زمین پڑی ہوئی ہے پھر اس سے پانی برسا کر اسی غیر آباد زمین کو لہلہاتی بنا دیتے ہیں اسی طرح ہم مردوں
کو زندہ کر دیں گے حالانکہ وہ بوسیدہ ہڈیاں اور پھر ریزہ ریزہ ہو کر مٹی میں مل گئے ہوں گے قیامت
کے دن اللہ تعالیٰ بارش برسائے گا چالیس دن برابر برستی رہے گی جس سے جسم قبروں میں سے اگنے لگیں گے

جیسے دانہ زمین پر اگتا ہے۔ یہ بیان قرآن کریم میں کئی جگہ ہے قیامت کی مثال پیداوار سے دی جاتی ہے۔
پھر فرمایا یہ تمہاری نصیحت کے لئے ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

۵۸۔ اور وہ جگہ جس کی مٹی شیریں اور ستھری ہے اس کا سبزہ حکم رب سے نکلتا ہے یہ مثال مومن کی ہے کہ نصیحت سن کر اس سے نفع اٹھاتا ہے اور جس جگہ کی مٹی خراب ہے اس میں سے جو گھاس نکلتی ہے نکمی اور دشواری سے نکلتی ہے یہ مثال کافر کی ہے جیسا ہم نے یہ بیان کیا اسی طرح نشانیاں ظاہر کرتے ہیں ان لوگوں کے لئے جو اللہ کا شکر ادا کرکے ایمان لاتے ہیں (جلالین)

۵۹۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو توحید شریعت الٰہی کی کئی سو برس تک تعلیم کی مگر بجز چند اشخاص کے قوم نے نہ مانا اس لئے ان پر طوفان آیا کہ سب کے سب پانی میں غرق ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے صرف نوح علیہ السلام اور ان کی اولاد اور ان چند ایمانداروں کو اور کچھ جانوروں کو ایک کشتی میں کہ جس کو حضرت نوح علیہ السلام نے بامر الٰہی بنایا تھا بچا لیا۔ (فتح المنان)

۶۰۔ قوم کے سرداروں نے کہا ہم جانتے ہیں کہ تم صریح گمراہی میں پڑ گئے ہو۔ الملأ سرداران جماعت۔ جب ایک جگہ جمع ہو جاتے ہیں تو لوگوں کی آنکھوں میں ان کی ہیبت بھر جاتی ہے اس لئے ان کو ملأ کہا جاتا ہے (مظہری)

۶۱۔ یہ بہتان عظیم سن کر بھی پیغمبر کے جذبہ خیرخواہی میں فرق نہ آیا اور بڑی فراخ دلی سے ان کی غلط فہمی دور کرنے کی کوشش کی فرمایا ہے۔ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں اپنے دل سے گھڑ کر نہیں کہہ رہا بلکہ اللہ تعالیٰ نے جو حکم دیا ہے وہی پیغام جوں کا توں تمہیں پہنچا رہا ہوں نیز اس دعوت کی تہ میں میری کوئی ذاتی غرض یا منفعت پنہاں نہیں محض تمہاری خیرخواہی مطلوب ہے تمہارا علم ادھورا اور نا تمام ہے اور میرا علم کامل اور یقینی ہے۔ اب تم خود فیصلہ کر لو کہ راہ راست سے کون بھٹکا ہوا ہے۔ (ضیاء القرآن)

۶۲۔ حضرت نوح علیہ السلام نے کفار کے شبہات دور فرماتے ہوئے ارشاد کیا کہ میں دنیا میں اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ تم تک اپنے رب کے پیغامات پہنچاؤں۔ صرف پیغام پہنچا دینے ہی پر اکتفا نہ کروں بلکہ تمہاری خیرخواہی بھی کروں تم کو ڈراؤں اگر امید دلا کر ان پیغامات کے قبول کرنے کی رغبت دلاؤں یاد رکھو کہ میں وہ خبریں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ رب کی ذات و صفات۔ قبر و حشر کے حساب و کتاب۔ دوزخ جنت کے عذاب و ثواب۔ آنے والے طوفان کے ہولناک واقعات سب پر میری نظر ہے جس کی تمہیں نہ اطلاع ہے نہ خبر ہے لہٰذا تم میرے مقابلہ کی کوشش نہ کرو میری اطاعت کرو (اشرف التفاسیر)

معلومات مزید : • رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مینہ اللہ کی بھیجی ہوئی رحمت ہے یہ رحمت

کر بھی لاتی ہے اور عذاب کر بھی (اس کو برا نہ کہو اور اللہ سے اس کی خیر کی طلب) کرو اور اس کی خرابی سے اللہ کی پناہ کے خواستگار رہو۔ (بخاری بروایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

- جسم کی بقا اور نشوونما کے لئے قدرت نے جس طرح سامان مہیا کر دیئے ہیں اسی طرح روحانی ترقی و اصلاح کا بھی قدرت الٰہی نے پورا پورا انتظام کر دیا ہے۔ ٹھنڈی ہوائیں، بادل اور بارش جو رحمت ہے جس سے صاف ستھری قلبوں پر سبزہ آتا ہے یونہی انبیاء کرام اور پیغمبروں کو اپنی وحی کے ساتھ مبعوث فرمایا تاکہ بندوں کی ہدایت کا سامان ہو۔ جو استعداد والے ہیں وہ ہی فیض پاتے ہیں اور جو بدطینت ہیں وہ محروم رہ جاتے ہیں

- حضرت نوح علیہ السلام اور ان کی قوم غالباً ملک آرمینیا و ایشیائے کوچک میں آباد تھی۔ تیرہ صدی کا واقعہ کہ جس کو اور انگریزی اخبارات نے بار بار بیان کیا ہے نقل کرتے ہوئے حقانی ہیں کہ آرمینیا اور ایشیائے کوچک کے ان پہاڑوں کی چوٹیوں پر برف میں دبی ہوئی ایک کشتی دکھائی دیتی تھی جس کو دیکھنے کو دور دراز کے سیاح اور مورخ خصوصاً اہل یورپ آتے تھے اس کشتی کی نسبت اکثر کا یہی گمان ہے کہ یہ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی ہے۔

- حضرت نوح علیہ السلام کی دعوت توحید اور اصلاح اخلاق کے پیغام کا انکار کرتے ہوئے قوم کے سرداروں نے خود حضرت نوح علیہ السلام کے متعلق گستاخانہ لب ولہجہ میں گفتگو کی اور آپ پر گمراہی کا بہتان باندھا۔

- حضرت نوح علیہ السلام نے قوم والوں کی بات کی تردید فرمادی اور انہیں آگاہ کیا کہ مجھ پر گمراہی کا بہتان نہ تھا، بلکہ میں راہ راست پر جادۂ حق پر قائم ہوں رب تعالیٰ کا بھیجا ہوا رسول ہوں میرا منصب تمہیں کفر و عصیان کی ہلاکت خیزیوں سے بچا کر ایمان، ہدایت اور اخلاق حمیدہ کے روشن راستے پر گامزن کر دینا ہے

- حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا کہ میں تمہارا خیرخواہ اور بھلا چاہنے والا ہوں یاد رکھو اللہ تعالیٰ نے مجھے جو علم دیا ہے اور جن حقائق سے آگاہ فرمایا ہے وہ تم نہیں جانتے اس لئے تمہاری سعادت اسی میں ہے کہ میری بات مانو، میرے کہے پر چلو اور اطاعت و فرمانبرداری کا راستہ اختیار کرو

أَوَعَجِبْتُمْ أَن جَاءَكُمْ ذِكْرٌ مِّن رَّبِّكُمْ عَلَىٰ رَجُلٍ مِّنكُمْ لِيُنذِرَكُمْ وَلِتَتَّقُوا وَلَعَلَّكُمْ
تُرْحَمُونَ ۝ فَكَذَّبُوهُ فَأَنجَيْنَاهُ وَالَّذِينَ مَعَهُ فِي الْفُلْكِ وَأَغْرَقْنَا الَّذِينَ
كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا ۚ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا عَمِينَ ۝ وَإِلَىٰ عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا ۗ قَالَ
يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۚ أَفَلَا تَتَّقُونَ ۝ قَالَ الْمَلَأُ
الَّذِينَ كَفَرُوا مِن قَوْمِهِ إِنَّا لَنَرَاكَ فِي سَفَاهَةٍ وَإِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ۝
قَالَ يَا قَوْمِ لَيْسَ بِي سَفَاهَةٌ وَلَٰكِنِّي رَسُولٌ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ ۝ أُبَلِّغُكُمْ
رِسَالَاتِ رَبِّي وَأَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ أَمِينٌ ۝

کیا تم تعجب کرتے ہو اس پر کہ آئی تمہارے پاس نصیحت تمہارے رب کی طرف سے ایک آدمی کے ذریعہ جو تم ہی میں سے ہے تاکہ وہ ڈرائے تمہیں (غضب الٰہی سے) اور تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ اور تاکہ تم پر رحم کیا جائے ✶ پھر بھی انہوں نے جھٹلایا (نوحؑ کو) تو ہم نے نجات دی ان کو اور جو آپ کے ساتھ کشتی میں تھے اور ہم نے غرق کر دیا ان (بدبختوں) کو جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو بے شک وہ گروہ دل کے اندھے تھے ✶ اور عاد کی طرف ان کے بھائی ھودؑ کو بھیجا آپ نے کہا اے میری قوم! عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی۔ نہیں ہے تمہارا کوئی معبود اس کے سوا کیا تم نہیں ڈرتے ✶ کہنے لگے وہ سردار جو کافر تھے آپ کی قوم سے کہ (اے ہودؑ!) ہم تو خیال کرتے ہیں کہ تم نرے نادان ہو اور ہم گمان کرتے ہیں کہ تم جھوٹوں میں سے ہو ✶ ہودؑ نے کہا اے میری قوم! نہیں مجھ میں ذرا نادانی بلکہ میں تو رسول ہوں رب العالمین کی طرف سے ✶ پہنچاتا ہوں تمہیں پیغامات اپنے رب کے اور میں تو تمہارا سچا خیرخواہ ہوں جو دیانتدار ہو۔ (۷/۶۳ تا ۶۸ ✶ آیات: ص)

پ ۸ الاعراف

۶۳۔ حضرت نوح علیہ السلام اپنی قوم سے فرما رہے ہیں کہ تم اس بات کو کوئی انوکھی اور تعجب والی بات نہ سمجھو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے لطف و کرم سے کسی انسان پر اپنی وحی نازل فرمائی اور اسے پیغمبر بنا کر تمہاری طرف بھیجا تاکہ وہ تمہیں متنبہ کر دے پھر تم شرک و کفر سے علیحدہ ہو کر عذاب خدا سے نجات پاؤ اور تم پر گوناگوں رحمتیں نازل ہوں۔ (تفسیر ابن کثیر)

۶۴۔ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نے ان کو جھٹلایا پس ہم نے انہیں اور ان لوگوں کو جو ان کے ساتھ کشتی میں تھے ڈوبنے سے بچا لیا اور غرق کیا طوفان میں ان لوگوں کو جنہوں نے ہمارے حکموں کو نہ مانا بے شک وہ حق سے اندھی قوم ہے (جلالین)

۶۵۔ قوم عاد کی ہدایت کے لئے اللہ تعالیٰ نے انہیں کی قوم میں سے حضرت ہود علیہ السلام کو نبی بنا کر بھیجا

798

حضرت ہود علیہ السلام نے سب سے اول اپنی قوم کو توحید کی تعلیم دی۔ (اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک ہے اور معبود حقیقی ہے ۔ اسی کی عبادت کرو کیونکہ اس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں) حضرت ہود علیہ السلام نے ان کو عذاب الٰہی سے خوف دلایا اور بہت کچھ سمجھایا مگر وہ کب ماننے والے تھے (فتح المنان)

۶۶ ۔ قوم ہود کے کافر سرداروں اور لوگوں نے جواب دیا کوئی شک نہیں کہ ہم تم کو حماقت میں مبتلا پاتے ہیں اور ہم یقین رکھتے ہیں کہ تم جھوٹوں کے گروہ میں سے ہو۔ الذین کفروا الملاء کی صفت تقییدی ہے اس شرط کو بڑھانے کی وجہ یہ ہے کہ حضرت ہودؑ کی قوم کے کچھ سردار ایمان لے آئے تھے جیسے مرثد بن سعد اور حضرت نوحؑ کی قوم کا کوئی سردار ایمان نہیں لایا تھا (اس لئے حضرت نوحؑ کے قصہ میں الملاء کے بعد کفروا کی شرط لگانے کی ضرورت نہیں تھی) (مظہری)

۶۷ ۔ حضرت ہودؑ نے نہایت نرمی سے جواب دیا کہ اے میری قوم مجھ میں بیوقوفی اور بے عقلی ہرگز نہیں ہے بلکہ میں تو اللہ رب العالمین کا رسول ہوں ۔ اللہ کے رسول اول درجے کے عقل والے ہوتے ہیں کیونکہ ان سے انکی دنیا کا نظام قائم ہوتا ہے اگر ستون کمزور ہو تو عمارت نہیں رہ سکتا (انوار التفاسیر)

۶۸ ۔ کفار کا حضرت ہود علیہ السلام کی جناب میں گستاخانہ کلام کہ تمہیں بے وقوف سمجھتے ہیں جھوٹا گمان کرتے ہیں انتہا درجہ کی بے ادبی اور گستاخی تھی اور وہ مستحق اس بات کے تھے کہ انہیں سخت ترین جواب دیا جاتا مگر آپ نے اپنے اخلاق و ادب اور شان حلم سے جو جواب دیا اس میں شان مقابلہ ہی نہ پیدا ہونے دی اور ان کی جہالت سے چشم پوشی فرمائی اس سے دنیا کو سبق ملتا ہے کہ سفہاء اور بدخصال لوگوں سے اس طرح مخاطبہ کرنا چاہیئے اس کے ساتھ آپ نے اپنی رسالت اور خیر خواہی اور امانت کا ذکر فرمایا اس سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ اہل علم و کمال کو ضرورت کے موقع پر اپنے منصب و کمال کا اظہار جائز ہے (حاشیہ کنز الایمان)

معلومات مزید : ○ کفر و شرک سے انکار، ایمان اور معبود حقیقی اللہ تعالیٰ کی عبادت، گناہوں سے چھٹکارے اور مستحق رحمت پروردگار ہونے کا سبب بن جاتے ہیں۔

○ اہل ایمان کی ہر طرح حفاظت اور مدد یقینی ہے جبکہ نافرمانوں، منکروں اور سرکشوں کے لئے ہلاکت و تباہی ہے

○ حضرت ہودؑ قوم عاد کی طرف پیغام حق تعالیٰ پہنچانے کے ذمہ دار تھے آپ کا تعلق اسی قوم عاد سے تھا جسے آپ نے زندگی بھر توحید کی دعوت دی خوف خدا دلایا بہت کچھ سمجھایا لیکن قوم کے مقدر میں ہلاکت تھی وہ حق سے دور ہی رہی

○ قوم کے کافر سرداروں نے آپ کی شان میں گستاخانہ کلمات کہے تکذیب کی

○ حضرت ہودؑ نے نہایت نرمی سے جواب دیا کہ میں سارے عالموں کے پالنے والے کی طرف سے بھیجا گیا ہوں تاکہ تمہیں راہ حق سے آشنا کروں اور تمہاری ہدایت کا سامان کروں۔

۴۳ ○ سختی، درشتی، تشدد اور زیادتی کے عوض نرمی، ملائمت، اخلاق، آشتی اور مشفقانہ قول و عمل کا بہت گہرا اثر ہوتا ہے ۔ حضرت نوحؑ نے پیغامات اور احکامات الٰہی کے پہنچانے کے منصب جلیل پر فائز ہوکر قوم کے خیر خواہ و خیر اندیش دیانت دار تھے

أَوَعَجِبْتُمْ أَن جَاءَكُمْ ذِكْرٌ مِّن رَّبِّكُمْ عَلَىٰ رَجُلٍ مِّنكُمْ لِيُنذِرَكُمْ ۚ وَاذْكُرُوا إِذْ جَعَلَكُمْ
خُلَفَاءَ مِن بَعْدِ قَوْمِ نُوحٍ وَزَادَكُمْ فِي الْخَلْقِ بَصْطَةً ۖ فَاذْكُرُوا آلَاءَ اللَّهِ
لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝ قَالُوا أَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللَّهَ وَحْدَهُ وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ
آبَاؤُنَا ۖ فَأْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا إِن كُنتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۝ قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُم
مِّن رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَغَضَبٌ ۖ أَتُجَادِلُونَنِي فِي أَسْمَاءٍ سَمَّيْتُمُوهَا أَنتُمْ
وَآبَاؤُكُم مَّا نَزَّلَ اللَّهُ بِهَا مِن سُلْطَانٍ ۚ فَانتَظِرُوا إِنِّي مَعَكُم مِّنَ الْمُنتَظِرِينَ ۝

کیا تمہیں حیرت اس پر ہے کہ تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے تم ہی میں سے ایک مرد
کے واسطے سے نصیحت آئی تاکہ وہ تمہیں ڈرائے اور وہ وقت یاد کرو جب تمہیں (اللہ نے)
قوم نوح کے بعد آباد کیا اور ڈیل ڈول میں تمہیں پھیلاؤ بھی زیادہ دیا سو اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو
تاکہ (ہر طرح) فلاح پاؤ ☆ وہ بولے کیا تم ہمارے پاس اس لئے آئے ہو کہ ہم اکیلے
اللہ ہی کی عبادت کریں اور انھیں چھوڑ بیٹھیں جن کی عبادت ہمارے باپ (دادا) کرتے
آئے ہیں سو اگر تم سچے ہو تو جس (عذاب) کی دھمکی دیتے ہو اسے لے آؤ ہمارے پاس ☆
(پیغمبر نے) کہا (تو اچھا) اب تم پر تمہارے پروردگار کی طرف سے عذاب اور غضب
آہی پڑا کیا تم مجھ سے بحثا بحثی ناموں کے بارے میں لگاتے ہو جو تم نے اور تمہارے
باپ (دادا) نے ٹھہرا رکھے ہیں، اللہ نے ان پر کوئی دلیل اتاری نہیں، سو تم بھی انتظار کرو،
اور میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں ہوں۔ (۷/ ۶۹ تا ۷۱ ☆ ت : م) الاعراف ۹

(حضرت ہود علیہ السلام نے فرمایا)
۶۹- تم میری رسالت پر تعجب نہ کرو بلکہ اللہ کا شکر بجا لاؤ کہ اس نے تم میں سے ہی ایک کو اپنا
پیغمبر بنایا کہ وہ تمہیں عذاب خدا سے ڈرائے۔ تمہیں رب کے اس احسان کو بھی فراموش نہ
کرنا چاہیے کہ اس نے تمہیں ہلاک ہونے والوں کے قائم مقام بنایا تمہیں باقی رکھا اتنا ہی نہیں
بلکہ تمہیں قوی ہیکل، مضبوط اور طاقتور کر دیا یہی نعمت حضرت طالوت پر تھی کہ انہیں جسمانی
اور علمی وسعت دی گئی تھی تم اللہ کی نعمتوں کو یاد رکھو تاکہ نجات حاصل کر سکو (ابن کثیر)
۷۰- قوم والوں نے کہا کیا تم ہمارے پاس "کہیں باہر سے یا آسمان سے" اس لئے آئے ہو کہ ہم
صرف اللہ ہی کی عبادت کریں اور جن (اصنام وغیرہ) کی ہمارے باپ دادا پرستش کرتے تھے ان
کی پرستش چھوڑ دیں اگر تم سچے ہو تو جس (عذاب) کی ہم کو دھمکی دے رہے ہو اس کو ہم پر لے آؤ

• محمد بن اسحٰق وغیرہ نے لکھا ہے کہ احقاف یعنی عمان و حضرموت کے درمیان ریگستان میں قوم عاد
رہتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو ڈیل ڈول اور جسمانی طاقت بہت زیادہ عطا فرمائی تھی لیکن انہوں نے

800

خداداد طاقت سے ملک میں تباہی مچا رکھی تھی اور چاروں طرف کے لوگوں کو روند ڈالا تھا۔ یہ لوگ اصنام کی پرستش
کرتے تھے ان کے تین اصنام تھے صدا، صمود، ہبا۔ اللہ نے ان کے ایک درمیانی خاندان کے ایک شخص
ہود علیہ السلام کو ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا۔ حضرت ہودؑ اگرچہ متوسط النسب تھے لیکن اخلاق و
فضائل ذاتی میں سب سے بہتر تھے۔ حضرت ہودؑ نے قوم کو توحید کی دعوت دی اور حکم دیا کہ کسی پر ظلم نہ کرو
قوم نے آپ کی تکذیب کی اور کہا ہم سے زیادہ طاقتور کون ہے۔ ان لوگوں نے عظیم الشان عمارتیں
اور کارخانے بنا رکھے تھے اور جابرانہ انتقام اور یہ سمجھتے کہ گویا اس سرکشی کی پاداش میں اللہ نے تین برس
تک بارش روک لی جس کی وجہ سے لوگ سخت دکھ اور بے چینی میں مبتلا ہو گئے۔ اس زمانہ میں
دستور تھا کہ جب کوئی مشکل مصیبت آتی تو (مشرک بھی) اللہ کی طرف رجوع کرتے تھے اور کعبہ کو جا کر
مسلم اور مشرک سب مختلف المذاہب لوگ حرم میں جمع ہو کر دعا کرتے تھے ✱ مرثد بن سعد نے ایک وفد لے کر
مکہ مکرمہ حاضری دی۔ اور مظلوم دعائیں کیں۔ قائد وفد مرثد جو در پردہ مومن ہو چکا تھا یہ اقرار کیا کہ
جو معبود ہود (علیہ السلام) کا ہے وہی میرا معبود ہے اللہ ہی پر بھروسہ ہے اور اسی سے آس ہے (بحوالہ تفسیر مظہری)
۱۷۔ (پیغمبر نے) فرمایا کہ حجت تمام سمجھو کہ تم پر تمہارے رب کی طرف سے اس کا غضب اس کا عذاب
آ ہی گیا بس اس کے ظہور کی دیر ہے سب کچھ مکمل ہو چکا ہے تمہیں شرم نہیں آتی کہ میں جو اللہ کا
سچا رسول تم مجھ سے ایسے وہمی معبودوں کی حمایت میں لڑتے جھگڑتے ہو جن کے نام تم لوگوں
نے خود گھڑ کر یہ مان لیا ہے کہ یہ ہمارے معبود ہیں وہ تو موجود بھی نہیں معبود تو کیا ہوتے
تمہارے بتوں کے محض نام ہی نام بالکل ہی بے معنی مہمل ہیں۔ محض کے معنی تو ہیں بتوں کی حقیقت
کچھ نہیں نہ تو تم نے ان معبودوں کو کبھی دیکھا ہے نہ اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کی کتاب کے ذریعہ تم کو ان کی
خبر دی ہے لہٰذا یہ محض وہمی چیزیں ہیں۔ اچھا اب فہمائش کا موقعہ ختم ہو چکا اب تم بھی عذاب
الٰہی کا انتظار کرو میں بھی انتظار کرتا ہوں تمہارا انتظار کرنا بھی عذاب ہے اور میرا یہ انتظار
اللہ کی رحمت ہے میرے لئے (اشرف التفاسیر)

○ اللہ تعالیٰ کا یہ بھی فضل عظیم ہے کہ اپنے بندوں کی ہدایت کے لئے انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرماتا ہے
لوگوں کو اس بات پر تعجب نہیں کرنا چاہئے کہ انہی میں سے منتخب ہستیوں کو اس منصب اعلیٰ سے
نواز کر ان کے لئے خیر و فلاح کا سامان فرمایا۔ یہ بات شکر و احسان مندی کا باعث ہے
قوم عاد کو طاقت و قوت، کثرت و وسعت جیسی نعمتوں سے سرفراز فرمایا گیا تاکہ وہ نجات کا راستہ اپنائیں
○ مشرکین ہمیشہ تکبر، ضد اور سرکشی کی وجہ سے قبول حق سے دور رہتے ہیں آخر کار عذاب میں مبتلا ہو جاتے ہیں
○ منکرین حق اپنے کئے کا انجام بہر حال بھگتتے ہیں۔ کفار کا انتظار خود عذاب الٰہی اور اہل حق کا انتظار عین رحمت ہے

فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَمَا
كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ
مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۭ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ
لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ
عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْ بَعْدِ عَادٍ وَّبَوَّاَكُمْ
فِي الْاَرْضِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا وَّتَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ بُيُوْتًا ۚ فَاذْكُرُوْٓا
اٰلَاۗءَ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ۝

تو ہم نے اسے اور اس کے ساتھ والوں کو اپنی ایک بڑی رحمت فرما کر نجات دی اور جو ہماری آیتیں جھٹلاتے تھے ان کی جڑ کاٹ دی اور وہ ایمان والے نہ تھے * اور ثمود کی طرف ان کی برادری سے صالح کو بھیجا، کہا اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ بے شک تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے روشن دلیل آئی یہ اللہ کا ناقہ ہے تمہارے لئے نشانی تو اسے چھوڑ دو کہ اللہ کی زمین میں کھائے اور اسے برائی سے ہاتھ نہ لگاؤ کہ تمہیں دردناک عذاب آئے گا * اور یاد کرو جب تم کو عاد کا جانشین کیا اور ملک میں جگہ دی
پ۸ الاعراف کہ نرم زمین میں محل بناتے ہو اور پہاڑوں میں مکان تراشتے ہو تو اللہ کی نعمتیں یاد کرو اور زمین میں فساد مچاتے نہ پھرو (۷/۷۳ تا ۷۴) * ت:ک

۷۲۔ آخر کار ہم نے اپنے نبی کو اور ان کے ایمان دار ساتھیوں کو نجات دی اور کافروں کی جڑیں کاٹ دیں * قرآن کریم کے کئی مقامات پر جناب باری عزوجل نے ان کی تباہی کی صورت بیان فرمائی ہے کہ ان پر تند ہوائیں بھیجی گئیں جس نے العقیم اور ان کی تمام چیزوں کو غارت اور برباد کر دیا۔ یہ عاد سخت آندھیوں سے ہلاک کر دیے گئے جو ان پر برابر سات رات اور آٹھ دن چلتی رہیں سارے کے سارے اس طرح ہو گئے جیسے کھجور کے درختوں کے تنے الٹے پڑے ہوں اور شاخیں الگ پڑی ہوں۔ دیکھیے ان میں سے ایک بھی نظر آ رہا ہے؟ ان کی سرکشی کی سزا میں تیز ہوا ان پر مسلط کر دی گئی جو ان میں سے ایک ایک کو اٹھا کر آسمان کی بلندیوں کی طرف لے جاتی اور وہاں سے گراتی جس سے سر الگ ہو جاتا دھڑ الگ ہو جاتا۔ یہ لوگ یمن کے علاقہ عمان اور حضر موت میں رہتے تھے ادھر ادھر نکلتے اور لوگوں کو مار پیٹ کر جبراً قہراً ان کے ملک و مال پر غاصبانہ قبضہ کر لیتے سارے کے سارے بت پرست تھے حضرت ہود علیہ السلام جو ان ہی کے شریف خاندانی شخص تھے ان کے پاس رسالت رب لے کر آئے خدا کی توحید کا حکم دیا شرک سے روکا لوگوں پر ظلم کرنے کی برائی سمجھائی لیکن انہوں نے اس نصیحت کو

تیوں نے کیا مقابلے میں تن گئے اور اپنی قوت سے حق کو دبانے لگے بعض لوگ تو کو ایمان لائے تھے لیکن
وہ بھی بیچارے جابروں کے خوف کے مارے چھپے چھپائے تھے باقی وقت اپنی بے ایمانی اور ناانصافی پر جمے رہے
جبکہ انھیں سمجھایا جاتا اور چھوڑے نہ سماتے ان سب کاموں کو پیغمبر خدا ناپسند فرماتے تھے بعض روکتے تقویٰ اور
اطاعت کی ہدایت کرتے (تفسیر ابن کثیر)

۷۳۔ اور ہم نے ثمود کی طرف ان کے (   ) برادر صالح (علیہ السلام) کو بھیجا۔ انھوں نے کہا اے میری قوم!
(تنہا) اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ ثمود بن عاثر بن ارم بن سام کی اولاد
قبائل ثمود کے نام سے موسوم ہے پانی کی کمی کی وجہ سے اس قبیلہ کا نام ثمود ہوا کیونکہ ثمد الماء
کا معنی ہے پانی کم ہو گیا۔ ثمود کی بستیاں حجاز اور شام کے درمیان حجر میں وادی القریٰ تک تھیں
حضرت صالح بن آسف بن ماسح بن رباح بن عبید بن حاذر بن ثمود کے بیٹے تھے * (فرمایا)
تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک واضح دلیل آ چکی ہے۔ یہ اونٹنی ہے اللہ کی جو تمہارے لئے
دلیل ہے سو اس کو چھوڑ دو کہ اللہ کی زمین میں کھاتی پھرا کرے اس کو برائی کے ساتھ ہاتھ بھی نہ لگانا کبھی
تم کو دردناک عذاب آ پکڑے۔ "ناقۃ اللہ" میں اضافت اونٹنی کی عظمت کو ظاہر کر رہی ہے یا
اللہ کی اونٹنی ہونے کا یہ معنی ہے کہ بغیر معمولی اسباب اور ضروری ذرائع کے براہ راست اللہ نے
اس کو پیدا کیا۔ اسی بناء پر وہ اللہ کی قدرت کی خالص نشانی ہے * جب برائی کے ساتھ چھونے
کی ممانعت کر دی تو ہر قسم کا دکھ دینے کی پوری کامل ممانعت ہو گئی۔ (تفسیر مظہری)

۷۴۔ حضرت صالح علیہ السلام نے قوم ثمود کو مذکورہ بالا احکام دینے کے بعد فرمایا کہ اے میری قوم وال
ان نعمتوں کو یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ نے قوم عاد کو ہلاک فرمانے کے بعد تم کو زمین میں بسایا اور خوب پھیلایا
پھولتا کیا تم کو ایسی زمین میں بود و باش بخشی کہ تمہارے پاس میدانی علاقے بھی ہیں جس میں تم
اونچے اونچے محل بناتے ہو اور پہاڑی علاقے بھی عطا فرمایا جہاں تم تراش تراش کر مکانات بنا کر
گرمیوں میں ٹھنڈک اور سردیوں میں گرمی حاصل کرتے ہو تم کو دولت بھی بخشی صحت مندی بھی عطا کی غرض کہ
زر، زور، صحت، عمر دراز سب کچھ بخشی اس کا تقاضا تھا کہ تم اللہ کی ان نعمتوں کو یاد
کرو یاد رکھو پھر جا کر ان کا شکر ادا کرو اور اپنی زمین میں فساد پھیلاتے نہ پھرو بلکہ لوگوں کو
فساد سے روکو اچھے راستہ پر رکھو۔ (اشرف التفاسیر)

معلومات مزید: • اللہ تعالیٰ نے حضرت ہود علیہ السلام اور ایمان والوں کو حفاظت و رحمت سے بچالیا اور منکرین کی
جڑ ہی کاٹ دی یعنی ہلاک کیا اور ہوا کا منہ دیکھنا پڑا۔ ان پر آندھی کا عذاب نازل ہوا

• قوم عاد کے جانشین ثمود ہوئے ان کی ہدایت کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت صالح علیہ السلام کو جو اسی قوم سے تھے
مبعوث فرمایا انھوں نے لوگوں کو اللہ وحدہ لاشریک کی ہی عبادت کرنے کا حکم دیا اور اللہ تعالیٰ نے

بطور دلیل انہیں "ناقۃ اللہ" جیسی واضح نشانی عطا فرمائی اور یہ فرمان جاری کر دیا کہ اسے
برائی سے ہاتھ بھی نہ لگانا بلکہ اسے اللہ کی زمین میں کھانے کے لئے آزاد چھوڑے رکھیں۔ اگر کسی نے
حکم الٰہی کی نافرمانی کی اور اونٹنی کو تکلیف پہنچائی تو یہ وعید دی کہ دردناک عذاب آجائے گا

● ثمود پر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے متعلق یاد دلایا گیا کہ قوم عاد کی بربادی کے بعد انہیں زمین
میں جانشین بنایا تو سب بیٹے بیٹیوں کو مراتب عطا فرمائے۔ بہترین حصہ زمین عطا ہوا جہاں وہ
موسمی لحاظ سے اپنے محل اور عالیشان مکانات بنایا کرتے۔ انہیں قوت و طاقت، حسن
و جمال، زر و مال اور فنون و کمالات سے نوازا گیا اس پر حضرت صالح علیہ السلام نے بحکم خداوندی
انہیں شکر حق بجا لانے کی ہدایت کی اور زمین میں فتنہ و فساد پھیلاتے پھرنے سے منع فرمایا۔

قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا مِن قَوْمِهِ لِلَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا لِمَنْ آمَنَ
مِنْهُمْ أَتَعْلَمُونَ أَنَّ صَالِحًا مُّرْسَلٌ مِّن رَّبِّهِ قَالُوا إِنَّا بِمَا أُرْسِلَ بِهِ
مُؤْمِنُونَ ۝ قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا بِالَّذِي آمَنتُم بِهِ كَافِرُونَ ۝
فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ أَمْرِ رَبِّهِمْ وَقَالُوا يَا صَالِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا
إِن كُنتَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ ۝ فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جَاثِمِينَ ۝
فَتَوَلَّىٰ عَنْهُمْ وَقَالَ يَا قَوْمِ لَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّي وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلَٰكِن
لَّا تُحِبُّونَ النَّاصِحِينَ ۝

اس کی قوم کے متکبر سرداروں نے غریب لوگوں سے جو ایمان لائے تھے (یہ) کہا کہ کیا تم
صالح (علیہ السلام) کو اس کے رب تعالیٰ کی طرف کا رسول جانتے ہو۔ انہوں نے کہا ہم تو جو
کچھ ان کی معرفت بھیجا گیا ہے اس پر یقین کرتے ہیں ✱ متکبروں نے کہا جس پر کہ تم
ایمان لائے ہو ہم تو اس کے منکر ہیں ✱ پھر انہوں نے اونٹنی کی کوچیں کاٹ ڈالیں
اور اپنے رب تعالیٰ کے حکم سے سرکشی کی اور کہہ دیا کہ اے صالح (علیہ السلام) اگر تم
رسولوں میں سے ہو تو جس چیز سے ہم کو ڈراتے ہو اس کو ہم پر لے آؤ ✱ پھر تو
ان کو زلزلہ نے آ لیا سو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے ✱ پھر (صالح علیہ السلام) پ ۸
الاعراف نے ان سے منہ پھیر کر (یہ) کہا کہ اے قوم بے شک میں نے تمہیں اپنے رب تعالیٰ کا پیغام
پہنچا دیا اور تمہیں نصیحت کر دی تھی لیکن تم تو نصیحت کرنے والوں کو پسند ہی نہیں کرتے تھے (۷/۷۵ تا ۷۹ ✱ ت: ج)

۷۵۔ حضرت صالح علیہ السلام کی قوم میں جو متکبر سردار تھے یعنی جو حضرت صالح علیہ السلام پر ایمان لانے کو اپنی
ذلت سمجھتے تھے اور اس سے ناک منہ چڑھاتے تھے" ان سرداروں نے غریب لوگوں "جن کو وہ حقیر و ضعیف
سمجھتے تھے" میں سے ان لوگوں کو جو ایمان لے آئے تھے کہا کیا تم کو اس بات کا یقین ہے کہ صالح
اپنے رب کے فرستادہ ہیں۔ غریب مومنوں نے کہا بے شک ہم تو اس پر پورا یقین رکھتے ہیں جو ان کو
دے کر بھیجا گیا ہے" اس تفصیلی جواب کی ضرورت نہ تھی صرف ہاں کہہ دینا کافی تھا لیکن تفصیلی
جواب دے کر اہل ایمان یہ بتا دینا چاہتے تھے کہ صالح کی نبوت تو ایسی یقینی چیز ہے کہ کسی
سمجھدار آدمی کو اس میں شک کرنا ہی نہ چاہیے۔ (بحوالہ تفسیر مظہری)
۷۶۔ تکبر کرنے والوں نے جو ایمان سے منکر تھے کہا کہ تم جس پر ایمان لائے ہو ہم اس کے منکر ہیں (جلالین)
۷۷۔ عقر کا لغوی معنیٰ اونٹ کے پاؤں کی کونچیں کاٹ دینا ہے لیکن ذبح کے معنی میں بھی
عام مستعمل ہوتا ہے (مظہری) قوم ثمود میں حضرت صالح کے وعظ و نصیحت کا سلسلہ عرصہ دراز تک

جاری رہا۔ اور آپ کے خلاف عداوت کا جذبہ بڑھتا رہا یہاں تک کہ ساری قوم کے مشورہ اور رضا مندی سے ایک بدبخت جس کا نام قدار بن سالف تھا (قرطبی) اس نے اکیلے یا اپنے چند ساتھیوں کی امداد سے اس اونٹنی کو ہلاک کر دیا اور حضرت صالح علیہ السلام کو بھی قتل کر دینے کی سازش کرنے لگے اور ان کی بے باکی کی یہ حالت ہو گئی کہ اللہ کے نبی کو چیلنج دے دیا کہ اب وہ عذاب لے آؤ جس سے تم ہر وقت ہمیں ڈرایا کرتے ہو۔ (ضیاء القرآن)

۷۸۔ ناقہ قتل ہونے کے بعد حضرت صالح علیہ السلام نے قوم سے کہا کہ تین روز تک تمہاری زندگی ہے اس میں دنیا کو برت لو تین روز کے بعد تم ہلاک ہو جاؤ گے۔ لوگوں نے تمسخر سمجھا اور اس کی علامت پوچھی فرمایا جمعرات کے دن جس کو تم مونس کہتے ہو علی الصباح تمہارے منہ زرد ہو جائیں گے اور عروبہ یعنی جمعہ کے روز سرخ ہو جاویں گے اور پھر شبار یعنی ہفتہ کے روز سیاہ اور اتوار کے روز عذاب آ دے گا اور یہ بات بدھ کے روز کہی جس روز کہ انہوں نے ناقہ کو قتل کیا تھا سو ویسا ہی ہوا اور اتوار کی صبح رات باقی تھی کہ زلزلہ عظیم آیا اور اس کے ساتھ سخت ہیبت ناک آواز نمودار ہوئی جس سے دوپہر تک بجز صالح علیہ السلام اور مومنین کے تمام قوم مر گئی جو گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے تھے (تفسیر حقانی)

۷۹۔ حضرت صالح علیہ السلام جو مومنوں کو لے کر یہ بستی چھوڑ کر دور جنگل میں نکل گئے تھے آپ یہاں سے مکہ معظمہ روانہ ہوئے راستے میں اس اجڑی بستی، ان لوگوں کی لاشوں پر گزر ہوا تو ان کی حالت میں حسرت سے غور کیا پھر نفرت سے ان سے منہ پھیر لیا اور فرمایا کہ اے میری بدبخت قوم میں نے اس عذاب سے تمہیں بہت بچانا چاہا تم تک اپنے رب کا پیغام پہنچایا اس عذاب کی تمہیں پہلے سے خبر دی لیکن تمہارا حال یہ ہے کہ تم اپنے خیر خواہوں یعنی مجھے اور دوسرے مومنوں سے بجائے محبت کرنے کے نفرت کرتے ہو۔ اب تو تم نے اپنی حرکتوں کا انجام دیکھ لیا بلکہ آزما لیا (اشرف التفاسیر)

معلومات مزید: حضرت صالح علیہ السلام نے قوم ثمود کو دعوت توحید دی، راہ راست پر چلنے، لوگوں پر ظلم و زیادتی نہ کرنے کی ہدایت دی لیکن بہت تھوڑے لوگوں نے ایمان لایا زیادہ لوگ سرکش اور منکر رہے مغرور و متکبر سرداروں نے قوم کے غربا سے جو حضرت صالح علیہ السلام اور آپ کی دعوت حق قبول کر چکے تھے ان سے پوچھا کہ کیا یقین ہے کہ حضرت صالح علیہ السلام رب تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے ہیں۔ تو ان مومنوں نے اس کا اقرار کیا اور یقین کا اظہار کیا کہ ہمیں پورا یقین ہے کہ حضرت صالح علیہ السلام فرستادہ رب ہیں اور ان کی معرفت جو کچھ تعلیمات ہوا ہے اس پر ہم کو مکمل یقین ہے۔

- متکبر سرداران قوم نے اس کے برخلاف انکار کیا اور اپنے منکر ہونے کا برملا اظہار کر کے سامان محرومی کر لیا۔

قال الذین استکبروا انا بالذی آمنتم به کافرون

انھوں نے مومنین سے کہہ دیا کہ تم نے جس پر ایمان لایا ہے ہم اس کو نہیں مانتے اور انکار کرتے ہیں۔

- قوم ثمود حضرت صالح علیہ السلام کی مخالفت اور عداوت میں مدہوش و حواس کھو بیٹھی تھی آپ جو کچھ فرماتے اور ہدایت دیتے اس کے برخلاف کیا کرتے تھے۔ اونٹنی کے بارے میں انھوں نے احکام خداوندی اور پیغمبرانہ ہدایات کو پس پشت ڈال دیا اور اس کی کونچیں کاٹ ڈالیں اور اسے ہلاک کر ڈالا اور نہایت ڈھٹائی سے حضرت صالح علیہ السلام سے کہنے لگے کہ جس عذاب سے ہمیں آپ ڈرایا کرتے ہیں اب ہم نے اونٹنی کو ختم کر دیا ہے لہٰذا وہ عذاب لے آیئے۔
- ثمود کو اپنے کئے کی سخت سزا بھگتنی پڑی۔ شرک و کفر، نافرمانی و سرکشی کے مزاج نے انھیں ہلاکت کا منہ دکھایا۔ ان پر یہ ہلاکت و بربادی ایک سخت کڑک اور زلزلے سے ہوئی۔ وہ عذاب ایسا سخت تھا کہ (ہر) انسان اپنی جگہ سے چپک کے رہ گیا اپنی جگہ سے ہٹ نہ سکا وہ بیٹھے کے بیٹھے رہ گئے جیسے بیٹھے تھے ویسے ہی مرے رہ گئے بعض نے کہا کہ سب کے سب جو وہ مر کر منہ کے بل گر گئے
- حضرت صالح علیہ السلام نے ہلاک و برباد شدہ قوم سے رنج و حسرت کے ساتھ خطاب کیا کہ اے قوم میں نے تو تمہیں جتنا سمجھانا تھا سمجھایا لیکن تم لوگوں کی سمجھ میں نہ آیا آخرکار تمہیں اپنی سرکشی تکبر اور نافرمانی کی سزا اور عذاب کا سامنا کرنا پڑا۔ حضرت صالح علیہ السلام اور آپ کے مومن رفقاء اس اجاڑ بستی سے بہ اختلاف روایات مکہ معظمہ، شام یا حضرموت کی طرف چلے گئے۔ حضرت صالح علیہ السلام پر ایمان لانے والوں کی تعداد چار ہزار تھی۔ تفسیر مظہری میں ہے کہ حضرت صالح ؑ مومنین کو لے کر حضرموت چلے گئے۔ حضرموت میں پہنچ کر آپ کی وفات ہو گئی اسی لئے اس بستی کا نام حضرموت ہو گیا۔ پھر ان مومنین نے ایک بستی بسائی جس کا نام حاصورا ہوا بعض علماء روایت کا قول ہے کہ حضرت صالح کی وفات مکہ میں ہوئی وفات کے وقت آپ کی عمر ۵۸ سال کی تھی آپ صرف بیس سال اپنی قوم میں رہے تھے۔

[illegible]

وَلُوطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ أَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُم بِهَا مِنْ أَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِينَ ۝
إِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّن دُونِ النِّسَاءِ ۚ بَلْ أَنتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُونَ ۝
وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَن قَالُوا أَخْرِجُوهُم مِّن قَرْيَتِكُمْ ۖ إِنَّهُمْ
أُنَاسٌ يَتَطَهَّرُونَ ۝ فَأَنجَيْنَاهُ وَأَهْلَهُ إِلَّا امْرَأَتَهُ ۖ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِينَ ۝
وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِم مَّطَرًا ۖ فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِينَ ۝

اور (بھیجا ہم نے) لوطؑ کو جب انھوں نے کہا اپنی قوم سے کہ کیا تم کرتے ہو ایسی بے حیائی (کا فعل) جو تم سے پہلے کسی نے نہیں کیا ساری دنیا میں * بے شک تم جاتے ہو مردوں کے پاس شہوت رانی کے لئے عورتوں کو چھوڑ کر بلکہ تم لوگ تو حد سے گزرنے والے ہو * اور نہ تھا کوئی جواب ان کی قوم کے پاس سوائے اس کے کہ وہ بولے باہر نکال دو انھیں اپنی بستی سے یہ لوگ تو بڑے پاکباز بنتے ہیں * پس ہم نے نجات دے دی لوط کو اور ان کے گھر والوں کو بجز ان کی بیوی کے وہ ہو گئی پیچھے رہ جانے والوں سے * اور برسایا ہم نے ان پر (پتھروں) کا مینہ تو دیکھو کیسا (عبرت ناک) انجام ہوا مجرموں کا ۔ (۷/۸۰ تا ۸۴ * ت ض)

الاعراف

۸۰ ۔ حضرت لوط علیہ السلام بن ہاران ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے تھے اور عراق میں بابل کے علاقہ کے رہنے والے تھے جنھوں نے اپنے چچا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ہجرت کی اور شام کو چلے گئے اور اردن میں مقیم ہو گئے پھر انھیں اللہ تعالیٰ نے بلدہ حمص کے علاقہ سدوم کا رسول بنا کر بھیجا ۔ تفسیر فارسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لوط علیہ السلام کو پیغمبری عطا کر کے اہل مؤتفکات کی طرف بھیجا ان کے پانچ شہر تھے (۱) سدوم یا صدوم : یہ سب شہروں سے بڑا تھا ۔ (۲) عامہ (۳) دادوہ (۴) صابورہ (۵) صغود ۔ منقول ہے کہ ان شہروں میں بارہ بارہ ہزار آدمی مقیم تھے ۔ حضرت لوط علیہ السلام نے سدوم میں مقیم ہو کر ان تمام بندگان خدا کو دعوت حق پیش فرمائی اور بیس سال تک انھیں وعظ فرمایا اور ہر نیکی کی ترغیب دی لیکن ان لوگوں میں بہت سی خرابیاں تھیں زیادہ مشہور برائی لواطت تھی (بحوالہ روح البیان)

• حضرت لوط علیہ السلام کے قول میں دہری دہری ملامت اپنی قوم پر آ گئی یعنی ایک تو یہ کہ ایسی شدید بدکاری میں مبتلا ہو اور پھر یہ کہ اس کے موجد بھی تم ہی ہو ، یہ بھی تو نہیں کہ کسی اور کو دیکھ کر تم نے سیکھا ہو ۔ (ماجدی)

۸۱ ۔ (حضرت لوط نے اپنی قوم سے یہ بھی کہا کہ) "تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں سے شہوت رانی کرتے ہو" ۔ مراد یہ ہے کہ عورتوں سے قربت میں تو حکمت ہے اولاد کی پیدائش اور نسل کا بقاء وغیرہ اور مردوں سے قربت میں کچھ فائدہ نہیں اس ٹکڑے میں قوم لوط کی انتہائی مذمت ہے "حقیقتاً" تم حد (انسانیت) ہی سے گزر گئے ہو کہ تم (انسانی فکر و دانش سے بالکل خالی) محض (بے عقل) جانور ہو ۔ یعنی تمہاری

عادت ہی ہے کہ شریعت و دانش کی حدود سے نکل جاتے ہو کہ حدود نکاح سے تجاوز کر کے تم نے ایسے عمل کی طرف توجہ کی جو انسانی عادت کے خلاف اور فائدہ سے خالی ہے۔ (بحوالہ التفسیر مظہری)

۸۲۔ قوم پر نصیحت نبی کا اثر نہ ہوا بلکہ الٹے دشمنی میں لگ گئے اور دیس نکالا دینے پر تل گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو مع ایمانداروں کے وہاں سے صحیح سالم بچا لیا اور تمام بستی والوں کو ذلت و پستی کے ساتھ تباہ و غارت کر دیا جو انھوں نے کہا کہ یہ بڑے پاکباز لوگ ہیں یہ بطور طعنہ کے کہا تھا اور یہ بھی مطلب تھا کہ تم اس کام سے جو ہم کرتے ہیں دور ہو پھر ان کا ہم میں کیا کام مجاہدؒ اور ابن عباسؓ کا یہی قول ہے (ابن کثیر)

۸۳۔ ارشاد ہے کہ پس ہم نے نجات دی لوط (علیہ السلام) کو اور ان کے گھر والوں کو سوا اس کی بیوی کے کہ وہ عذاب میں باقی رہی (جلالین)

۸۴۔ اور گنہگار پر ہم نے پتھروں کی بے پناہ بارش کی جس سے وہ سارے فنا ہو گئے اے محبوب آپ ان کا عذاب دیکھیں کہ آپ کی نظر سے اگلی پچھلی چیزیں اوجھل نہیں یا اے قرآن پڑھنے والے تو ان واقعات میں غور کر تاکہ تجھ میں اللہ کی عبادت نبی کی اطاعت کا جذبہ پیدا ہو۔ قوم لوط کی عذاب میں اہم خصوصیت یہ ہے کہ عذاب لانے والے فرشتے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس گئے انھیں اس کی خبر دی پھر قوم پر عذاب لانے گئے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا سے لوط علیہ السلام نبی بنے تھے آپ کے مقرر کرنے سے اس علاقہ میں تشریف لے گئے تھے چوں کہ وہ حضرت ابراہیم کے مقرر کردہ تھے اس لئے ان ہی کی اجازت لے کر انھیں سب کچھ سمجھا کر عذاب بھیجا گیا یہ ہے پیغمبر کی عظمت بارگاہ الٰہی میں ورنہ عذاب کسی سے پوچھ کر نہیں آتا۔ (اشرف التفاسیر)

معلومات مزید :

- حضرت لوط علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے نبی تھے جو قوم سدوم کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمائے گئے تھے آپ نے اپنی قوم کو پیغام حق پہنچانے اور برائیوں سے روکنے کے لئے اپنے منصب ہدایت کو دور دور تک پورا کیا آپ نے قوم کو گناہوں کے چلن سے باز رکھنے کی سعی کی ان کی بد فعلیوں کے متعلق حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ تم سے پہلے دنیا بھر میں ایسا برا کام کسی نے نہیں کیا اب بھی وقت ہے اس سے رک جاؤ
- عورتوں کو چھوڑ کر مردوں سے شہوت رانی یعنی اغلام بازی نہایت قبیح، برا، گندہ اور غلیظ کام ہے اس سے نہ تو اولاد کی پیدائش اور نہ بقائے نسل کچھ نہیں ہوتا بلکہ یہ حد انسانیت و شرافت سے گزر جانے والا فعل ہے
- قوم نے بجائے حضرت لوط علیہ السلام کی نصیحت و ہدایت پر عمل کرنے کے خود آپ کو اپنی بستی سے نکال دینے پر تل گئی نہایت بے حیائی سے کہا تھا کہ پاکبازوں کا ہمارے درمیان کیا کام لہٰذا آپ اور آپ کے ایماندار ساتھی چلے جائیں
- اللہ تعالیٰ نے حضرت لوط علیہ السلام اور آپ کے مومن ساتھیوں کو بحفاظت وہاں سے نجات دے دی سوائے ان کی بیوی کے جو مومنہ نہیں تھی اور وہیں پر رہیں جہاں عذاب نازل ہوا۔
- قوم لوط پر کثرت عذاب آیا جس سے وہ لوگ سب کے سب ہلاک و برباد ہو گئے یہ عذاب آگ اور پتھروں کی بارش کی صورت میں آیا۔

وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۗ قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ قَدْ
جَاءَتْكُم بَيِّنَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ ۖ فَأَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ
وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۝
وَلَا تَقْعُدُوا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوعِدُونَ وَتَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِهِ وَ
تَبْغُونَهَا عِوَجًا ۚ وَاذْكُرُوا إِذْ كُنتُمْ قَلِيلًا فَكَثَّرَكُمْ ۖ وَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ
عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ ۝ وَإِن كَانَ طَائِفَةٌ مِّنكُمْ آمَنُوا بِالَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ
وَطَائِفَةٌ لَّمْ يُؤْمِنُوا فَاصْبِرُوا حَتَّىٰ يَحْكُمَ اللَّهُ بَيْنَنَا ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ ۝

اور مدین کی طرف (ہم نے) ان کے بھائی شعیب (علیہ السلام) کو بھیجا۔ انہوں نے کہا اے میری قوم والو اللہ ہی کی پرستش کرو بجز اس کے تمہارا کوئی معبود نہیں، اب تو تمہارے پاس کھلا نشان بھی تمہارے پروردگار کی طرف سے آچکا سو تم ناپ اور تول پورا کیا کرو، اور لوگوں کا نقصان ان کی چیزوں میں مت کیا کرو اور ملک میں فساد نہ مچاؤ اس کی درستی کے بعد۔ یہی تمہارے حق میں بہتر ہے، اگر تم ایمان والے ہو ★ اور سڑک (راستہ) پر مت بیٹھا کرو، اس طرح کہ دھمکیاں دیتے رہو، اور اللہ کی راہ سے ان لوگوں کو روکتے رہو جو اس پر ایمان لا چکے ہیں اور اس (راہ) میں کجی تلاش کرتے رہو اور وہ وقت یاد کرو جب تم تھوڑے سے تھے اور پھر اللہ نے تمہیں بڑھا دیا اور دیکھو کہ اہل فساد کا کیا انجام ہوا ★ اگر تم میں سے ایک گروہ اس پر ایمان لا چکا ہے، جسے لے کر مجھے بھیجا گیا ہے اور ایک گروہ ایمان نہیں لایا ہے تو صبر کئے رہو یہاں تک کہ اللہ ہمارے درمیان فیصلہ کر دے اور وہی سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے
(۷/۸۵ تا ۸۷ ★ ت : م) پ ۹ الاعراف

۸۵۔ مشہور مورخ حضرت امام محمد بن اسحق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مدین بن ابراہیم کی نسل سے ہیں حضرت شعیب علیہ السلام میکیل بن یشجر کے فرزند تھے ان کا نام سریانی زبان میں شیرون تھا یہ یاد رہے کہ قبیلہ کا نام بھی مدین تھا اور اس بستی کا نام بھی یہی تھا۔ یہ شہر معان سے ہو کر حجاز جانے والے کے راستے میں آتا ہے قرآن مجید میں شہر مدین کے کنویں کا ذکر موجود ہے (۲۸/۲۲) اس سے مراد ایکہ والے ہیں۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے بھی تمام رسولوں کی طرح انہیں توحید کی اور شرک سے بچنے کی دعوت دی اور فرمایا کہ اللہ کی طرف سے میری نبوت کی دلیل تمہارے سامنے آچکی ہے خالق کا حق بتا کر پھر مخلوق کے حق کی ادائیگی کی طرف رہبری کی اور فرمایا کہ ناپ تول کم دینے کی عادت چھوڑو لوگوں کے حقوق نہ مارو یہ خیانت ہے بچا کر

کم کچھ اور دو کچھ۔ یہ حضرت شعیب علیہ السلام کا اور وعظ بیان ہوتا ہے۔ آپ کو بسبب فصاحت عبارت اور عمدگی وعظ کے خطیب الانبیاء کہا جاتا تھا (ابن کثیر)

٨٦۔ اور تم راستوں پر اس غرض سے نہ بیٹھا کرو کہ اللہ پر ایمان لانے والوں کو دھمکیاں دو اور اللہ کی راہ سے روکو اور اس میں کجی کی تلاش کرو اور یاد کرو کہ جب تم کم تھے تو اللہ نے تمہاری تعداد بڑھا دی اور دیکھو کہ تخریب کاروں کا کیا انجام ہوا ★ بعض علماء کے نزدیک صراط سے مراد ہے دین کا راستہ۔ دین کا راستہ اگرچہ ایک ہی ہے لیکن اس کی شاخیں متعدد ہیں۔ عقائد ومعارف کی شاخ، احکام کی شاخ، حدود وتعزیرات کی شاخ (گویا راہ دین کی ہر شاخ ایک راستہ ہے) قوم شعیب والے جب کسی کو دین کی کسی شاخ میں کوشش کرتے دیکھتے تو مار ڈالنے اور لوٹ لینے کی دھمکی دیتے تھے اس صورت میں تَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ کے بِكُلِّ صِرَاطٍ کا بیان ہوگا اس سے ان کی حرکت شنیعہ کی انتہائی خرابی اور اپنی راہ پر قائم رہنے کی مذمت مستفاد ہوتی۔ قَلِيلًا تعداد میں کم یا سامان میں کم۔ فَكَثَّرَكُمْ اللہ نے تم کو بڑھا دیا یعنی اولاد و مال میں برکت عطا فرمادی۔ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ یعنی گزشتہ سرکش قوموں کا انجام جیسے حضرت لوطؑ کی قوم کا اور دوسری تخریب کار قوموں کا انجام کیا ہوا۔ (تفسیر مظہری)

٨٧۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا اے قوم تم میں سے کچھ لوگ تو ان باتوں پر ایمان لے آئے جو میں رب کی طرف سے لے کر تمہاری طرف بھیجا گیا ہوں ★ یہ کوئی بات نہیں کسی نبی پر سارے لوگ ایمان نہیں لائے بعض مومنین ہوئے بعض کافر ★ ایمان لانے والے عموماً غرباء و مساکین ہیں اور اکثر دولت مند ایمان نہ لائے جیسے قوم کے امیر سردار اور ان کے زیر اثر لوگ ★ اے مومنو ذرا صبر سے کام لو حتیٰ کہ وہ منتقم حقیقی عملی فیصلہ تم دونوں میں صادر فرمائے اس طرح کہ کفار کو دنیا میں ہی عذاب دے اور مومنوں کو نجات دے لیکن انعام و اکرام سے نوازے وہاں آخرت اور بہترین [illegible]

معلومات مزید ● حضرت شعیب علیہ السلام وہی ہیں جن کے پاس حضرت موسیٰ علیہ السلام مصر سے چل کر آئے تھے اور دس برس ان کے پاس رہے اور ان کے داماد بنے ★ مدین اور ایکہ یہ شہر ہیں جہاں وہ بستے تھے خرابی یہ تھی ناپ تول میں کمی کرتے اور معاملات میں دغا کیا کرتے تھے۔ فتنہ و فساد و تخریب ہی ان کا معمول تھا حضرت شعیب علیہ السلام نے نہایت نرمی اور مؤثر وضاحت سے انھیں معبود حقیقی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے اور ان تمام برائیوں اور خرابیوں کو چھوڑ دینے کی دعوت، تعلیم و تلقین فرمائی

- اللہ کی راہ سے روکنے والوں کی مذمت ★ قلت کے بجائے کثرت سے نوازنا اللہ کا فضل و کرم ہے ★ سرکشوں کا انجام باعث عبرت ہے
- جو ایمان لا چکے خوش نصیب ہیں سعادت مند ہیں اور جو ایمان نہ لائیں ذرا صبر کے ساتھ ان کے انجام کا انتظار کرو کہ اللہ تعالیٰ فیصلہ فرما دے اور اللہ تعالیٰ ہی سب سے بڑا حاکم اور مالک اور حقیقی اور عادل ہے۔ الحمد للہ آٹھواں پارہ مکمل ہوا